باب الاستفتاء

عصرِ حاضر میں رائج کھیلوں (کرکٹ، فٹ بال وغیرہ) اور لہو ولعب کا حکم

مفتی احمد خانپوری
جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات

باسمہ تعالیٰ

حامداً و مصلیاً ومسلماً:۔

بخدمت گرامی جناب مفتی صاحب مد ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں:۔

مسلمانوں کا کھیلوں (Sports) میں مشغول ومصروف ہونا عام ہو رہا ہے اسکے متعلق حسب ذیل سوالات ہیں:۔

(۱) اگر کسی کھیل میں کوئی ناجائز اور خلاف شرع امر کا ارتکاب نہ ہوتا ہو تو وہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا مذکورہ کھیل میں (جو غیر شرعی امور پر مشتمل نہ ہو) ورزش کا مقصود ہونا ضروری ہے یا تفریح کے طور پر بھی کر سکتے ہیں؟ (صورت جواز میں)

(۳) اگر فی نفسہ جائز ہو تو کیا مالی منفعت کے لئے اس میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اس کو کسب معاش کا ذریعہ بنانا کیسا ہے؟

(۴) بعض حضرات اس کو تشبہ بالغیر اور لایعنی فرما کر مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(۵) جواز وعدم جواز کے علاوہ اولویت وعدم اولویت، منفعت ومضرت کے اعتبار سے بھی اس مسئلہ کے متعلق آراء سے مشرف فرمائیں۔

(۶) جائز کھیلوں میں جو لوگ منہمک رہتے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۷) ان کھیلوں کے تماشائی (Spectate) کا کیا حکم ہے؟ نیز ریڈیو پر اسکی کومینٹری (Commentary)

سنتایا ٹیلی ویژن پر اس کو دیکھنا جب کہ اسی وقت کھیلا جاتا ہو(Live Transmission) کیسا ہے؟

مفصل جواب بحوالہ کتب عنایت فرمائیں، بے حد امتنان ہوگا۔

نوٹ:۔ کھیلوں سے خاص طور پر کرکٹ(Cricket) فٹ بال(Football) ٹینس(Tennis) اور عمومی لحاظ سے سب کھیل مراد ہیں۔

فقط والسلام مع درخواست دعا

محمد الیاس بن یوسف پٹیل غفرلہ'

الجواب:۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً:۔ سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین رہے کہ کھیل کے سلسلہ میں دورِ حاضر کے نظریہ اور اسلامی نظریہ میں بنیادی اختلاف ہے، دورِ حاضر میں کھیل برائے کھیل اور کھیل بحیثیت ایک فن والا نظریہ رائج ہے، جب کہ اسلام نہ تو کھیل برائے کھیل کا قائل ہے اور نہ ہی اس کی نئی حیثیت کو تسلیم کرتا ہے، دورِ حاضر کے نظریہ کے اعتبار سے کھیل مقصود بنتا ہے جب کہ اسلام کسی بھی ایسی صورت کی اجازت نہیں دیتا جس میں کھیل کو مقصود قرار دیا گیا ہو۔ قرآن پاک میں کھیل کا تذکرہ عموماً مذمت کے انداز میں کیا گیا ہے۔ آپ پورے قرآن مجید کا مطالعہ فرمائیے، لہو ولعب کے الفاظ کا استعمال موقع مذمت میں کیا گیا ہے۔

وما الحیوٰة الدنیا الا لعب ولهو(الانعام ۳۲) اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانا۔ (معارف القرآن ۳/۳۰۵)

وما هذه الحیوة الدنیا الا لهو ولعب(العنکبوت ۶۴) اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیل ہے(معارف ۶/۷۱۱)

انما الحیوة الدنیا لعب ولهو(محمد ۳۶) یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشہ (معارف ۸/۴۵)

اعلموا انما الحیوة الدنیا لعب ولهو(الحدید ۲۰) جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل اور تماشہ(ایضاً ۸/۳۱۳)

فذرهم یخوضوا ویلعبوا حتی یلقوا یومهم الذی یوعدون(الزخرف ۸۳، المعارج ۴۲) سو چھوڑ دے ان کو کہ باتیں بنائیں اور کھیلا کریں یہاں تک کہ مل جائیں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہے(ایضاً ۸/۵۵۱)

ولئن سألتهم انما کنا نخوض ونلعب(التوبۃ ۶۵) اور اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے ہم تو بات

چیت کرتے تھے اور دل لگی (ایضا۴/۴۱۴)

قل الله ثم ذرهم فى خوضهم يلعبون (الانعام ۹۱) پھر چھوڑ دے ان کو اپنے خرافات میں کھیلتے رہیں (ایضا۳/۳۹۰)

فويل يومئذ للمكذبين الذين هم فى خوضهم يلعبون (الطور ۱۲) سو خرابی اس دن جھٹلانے والوں کو جو باتیں بناتے ہیں کھیلتے ہوئے (ایضا۸/۱۷۴)

واذا ناديتم الى الصلوٰة اتخذوها هزوا و لعبا (المائدۃ ۵۸) اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لئے تو وہ ٹھہراتے ہیں اس کو ہنسی اور کھیل (ایضا۳/۱۶۷)

ومن الناس من يشترى لهو الحديث (لقمان ۶) اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے (۷/۱۷)

قل ما عند الله خير من اللهو (الجمعۃ ۱۱) تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے (ایضا۸/۴۳۹)

وغیر ذالك من الايات۔

البتہ بعض وہ کھیل جو صورۃً کھیل ہیں لیکن اپنے دینی و دنیوی فوائد کے پیش نظر مقاصد شرع کے حصول میں مانع بننے کے بجائے اسکے حق میں ممد و معاون ہیں ان کی یہ کہہ کر اجازت دی گئی ہے کہ اپنے انجام اور مقصود کے اعتبار سے اس کا کھیل والا پہلو مغلوب ہو کر ایسا دب گیا کہ اب وہ کھیل نہ رہا بلکہ مقاصد شرع کے حصول کا ذریعہ بن گیا چاہے اپنی ظاہری شکل و صورت کی وجہ سے اس کو کھیل کا نام دیا جائے۔ سنن ابو داؤد و ترمذی وغیرہ میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔ (ليس من اللهو ثلاث تأديب الرجل فرسه وملا عبته اهله و رميه بقوسه ونبله) (نصب الرایہ ۴/۲۷۳) "تین چیزیں کھیل میں سے نہیں ہیں، آدمی کا اپنے گھوڑے کو سدھانا اور اس کا اپنے اہل کے ساتھ دل لگی کرنا اور اپنے تیر و کمان سے تیر چلانا"۔

اس کے برخلاف عصر حاضر میں کھیلوں کے ساتھ جو معاملہ ہو رہا ہے اس کی نوعیت یہ ہے کہ کھیل کو بحیثیت کھیل ہی خصوصی اہمیت دی جا رہی ہے اس کو ایک فن کے طور پر معراج کمال پر پہنچانے کے لئے ہر نوع کے اسباب اختیار کئے جا رہے ہیں، اس کے نام کی مستقل وزارت قائم ہے، ملکی بجٹ میں اس کے لئے مستقل حصہ الگ رکھا جاتا ہے، اس کے لئے الگ بورڈ قائم کئے جاتے ہیں، اس نام سے ممالک سے روابط قائم کئے جاتے ہیں اس کیلئے نظام ہائے سفر طے ہوتے ہیں (وغیر ذالك من

الخـــــرافات(۱) بلکہ اس کے ورزش ہونے کا پہلو جو خالص دنیوی طور پر بھی تمام کھیلوں میں قدرِ مشترک ہونا چاہئے وہ بھی ایسا نظرانداز کیا جارہا ہے کہ وہ نہ کھیلنے والوں کے پیش نظر ہوتا ہے، نہ دیکھنے والوں کے، نہ اس کی حوصلہ افزائی کرنے والوں کے۔

اسلام نے تجارت کو نہ صرف جائز اور مباح قرار دیا بلکہ اس کی ترغیب یہ کہہ کر دی گئی کہ "تسعة اعشار الرزق" (روزی کے دس حصوں میں سے نو حصے) اس میں رکھے گئے ہیں، لیکن جب اس میں بھی لہو کا پہلو شامل ہوا اور عین اس وقت جب کہ لوگ اپنی بنیادی ضروریات کے فقدان کی وجہ سے پریشان تھے اور اسی کے خاطر بوقتِ خطبہ دوڑ پڑے تو ﴿واذا رأوا تجارة أو لهوا انفضوا اليها﴾ (الجمعۃ:۱۱) "اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشہ متفرق ہو جائیں اس کی طرف" (معارف القرآن ۸/۴۳۹) نازل فرما کر ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی گئی جن کی شان میں ﴿رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوٰة﴾ (النور:۳۷) "وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے (معارف ۶/۴۱۸) وارد ہوا ہے۔

بھلا جب تجارت کے ساتھ اس کی معمولی آمیزش کو جو وقتی حالات وضروریات کی وجہ سے ذکر اللہ سے غفلت کا باعث بنی اسلام برداشت نہیں کرتا تو اس کو مستقل ایک ذریعہ معاش کی حیثیت سے اختیار کرنے کی تو کیسے اجازت دے گا جس کے نتیجے میں نہ صرف وہ شخص جو کھیل کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے ہیں بلکہ کلمہ پڑھنے والوں کے ایک بڑے طبقہ کو عین نماز جمعہ کے وقت ٹی، وی اور کھیل کے میدان پر مشغول رکھتا ہے، شارجہ ٹورنامنٹ کے مناظر ایک صاحب ایمان کی غیرت ایمانی کو چیلنج دینے کے لئے کافی ہیں۔(۲)

موجودہ تہذیب وتمدن نے کھیلوں کو جو درجہ دیا ہے اس کے نتیجہ میں دورِ حاضر کے کھیلوں کے ساتھ لوگوں کا معاملہ بھی یکسر بدل چکا ہے، ایک زمانہ تھا کہ عرب میں شعر وشاعری کا انہاک اس حد تک ہو چکا تھا کہ بعض لوگوں نے اس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا، جس کے نتیجہ میں وہ افراد اپنے مقصدِ زندگی سے دور وبے خبر اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے لگے تو حضور اکرم ﷺ نے اس انہاک کو یہ فرما کر ممنوع قرار دیا کہ ﴿لأن يمتلی جوف احدكم قيحاً خيرله من أن يمتلی شعراً۔لأن يمتلی جوف الرجل قيحاً حتى يريه خيراً من أن يمتلی شعراً﴾ بخاری شریف ۲/۹۰۹) یعنی کسی آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے

---

(۱) ماہنامہ الفاروق کراچی کے جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ کے شمارہ میں ایک مضمون بعنوان "شارجہ کپ عیاشی اور سٹے کی منڈی" طبع ہوا ہے اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روز بروز ان خرابیوں میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا جارہا ہے، اور کھیل اب کھیل نہیں بلکہ قمار اور جوئے کا ایک حصہ بن چکے ہیں، اہل علم حضرات مذکور مضمون کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ ۱۲۔

(۲) جس زمانہ میں یہ جواب لکھا گیا اس وقت کے اخبارات میں شارجہ کپ کے میدان کے جو حالات آئے تھے ان میں بعض پاکستانی عورتوں کے متعلق بتلایا گیا تھا کہ پاکستان ٹیم کی جیت کی خوشی میں انہوں نے میدان پر ڈانس کیا، جس کا ٹی، وی دیکھنے والوں نے بھی نظارہ کیا۔ ۱۲۔

اور پیپ اس کو کھا کر ختم کر دے یہ اچھا ہے بنسبت اس کے کہ اس کے سینہ میں شعر بھرے ہوئے ہوں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم فرما کر" باب ما یکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتی یصده عن ذکر الله والعلم و القرآن" (یہ باب اس بات کے ناجائز ہونے میں کہ آدمی پر شعر اتنا غالب آجائے کہ اس کو اللہ کی یاد اور علمی مشاغل اور قرآن سے روک دے) اس پر تنبیہ فرمائی کہ شعر کے متعلق یہ وعید اس وقت ہے جب کہ وہ انسان کے دل و دماغ پر ایسا حاوی ہو جائے کہ اس کے نتیجہ میں وہ آدمی یاد الٰہی، تحصیل علم و قرآن سے غافل ہو جائے ورنہ اس شعر کے متعلق آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے ﴿ان من الشعر حکمة﴾ (بخاری شریف ۲/۹۰۸) (یعنی بعض اشعار حکمت والے ہوتے ہیں)۔

بعض کھیلوں کی حدیث میں جو ممانعت آئی ہے اس کی وجہ بھی شراح نے یہی بتلائی ہے کہ اس کے بعض دنیوی فوائد کے باوجود اس کی خاصیت یہ ہے کہ آدمی جب اس میں لگتا ہے تو وہ کھیل آدمی کو اپنی طرف ایسا کھینچ لیتا ہے کہ بالآخر وہ شخص اسی کھیل کی نذر ہو جاتا ہے اور وہ کھیل اپنے کھیلنے والوں کے دل و دماغ پر ایسا حاوی ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ اپنے مقاصد زندگی سے دور اور اپنے فرائض منصبی سے غافل ہو جاتے ہیں، مثلاً شطرنج کی جو ممانعت آئی ہے اس کی علت یہی بتلائی گئی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أو الاکثار من المسليات بحيث يفضي الیٰ اهمال المعاش والمعاد کالمزامير و الشطرنج والصيد و اقتناء الحمام ونحوها (حجة الله البالغة ۱/۴۹) ومنها الاشتغال بالمسليات وهي ما يسلي النفس عن هم اٰخرته ودنياه ويضيع الأوقات کا المعازف والشطرنج واللعب بالحمام واللعب بتحريش البهائم ونحوها فان الانسان اذا اشتغل بهٰذه الأشياء لها عن طعامه وشرابه وحاجته وربما کان حاقنا و لا يقوم للبول فان جری الرسم بالاشتغال بها صار الناس کلا علیٰ المدينة ولم يتوجهوا الیٰ اصلاح نفوسهم۔ (حجة الله البالغة ۲/۱۹۲)

تفریحات میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ امور معاش و آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں مثلاً مزامیر، شطرنج، شکار اور کبوتر بازی وغیرہ (مترجم ۱/۱۳۱) ان میں سے ہے ایک یہ ہے کہ بے غم کرنے والی چیزوں میں مشغول رہیں جو کہ اسے آخرت اور دنیا سے بے فکر بنا دیتی ہیں، اوقات کو ضائع کرتی ہیں مثلاً باجے، شطرنج، کبوتر بازی اور چوپایوں کو لڑانا وغیرہ، جب انسان ان چیزوں میں مشغول ہو جاتا ہے تو کھانے پینے اور ضروری کاموں سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات اسے پیشاب کی حاجت ہوتی ہے مگر نہیں اٹھتا، اگر ان کاموں کی رسم چل پڑے تو یہ لوگ شہر پر بوجھ بن جائیں گے اور اصلاحِ نفس کی طرف توجہ بھی نہیں کریں گے۔ (مترجم ۲/۳۹۲)

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ حضرت علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے درس بخاری شریف میں نقل فرمایا ہے: شعر و شکار اور شطرنج ایسی چیزیں ہیں کہ انسان جب ان میں مشغول ہوتا ہے تو ذکر اللہ، نماز وغیرہ سے غافل ہو جاتا ہے۔

قال مولانا ان الشعر و الشطرنج والاصطیاد من اقبح الأشیاء لأن الانسان یشتغل بها فیغفل عن ذکر الله وعن الصلوٰة (فیض الباری ۴/۳۹۷)

"حضرت مولانا (شیخ الہند علیہ الرحمہ) نے فرمایا کہ شعر اور شطرنج اور شکار بدترین چیزیں ہیں اس لئے کہ آدمی جب ان میں مشغول ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل ہو جاتا ہے"

دور حاضر میں ایک تو کھیل کے معاملہ میں نظریاتی جو تبدیلی آئی ہے اس کی وجہ سے اور ساتھ ہی ساتھ عصر حاضر کے معروف کھیل (کرکٹ، فٹ بال وغیرہ) جن علاقوں میں رائج ہیں وہاں کے باشندوں کا ان میں انہماک جس نوع کا ہے اس کی بنیاد پر کہنا پڑے گا کہ یہ کھیل ان علاقوں کے لوگوں کے دل و دماغ پر ایسے حاوی ہیں کہ ان کی مشغولیت ان لوگوں کے حق میں غفلت عن ذکر اللہ اور فرائض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی کا باعث ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہندوستان و پاکستان و دیگر ممالک میں کرکٹ کے ساتھ اور مغربی یورپ میں فٹ بال کے ساتھ، بعض دیگر یورپی ممالک میں رگبی کے ساتھ اور امریکہ میں ٹینس کے ساتھ جو تعلق ہے وہ مذکورہ بالا نوعیت سے بھی بڑھ کر ہے، جس کے نتیجہ میں صرف اتنا ہی نہیں ان کی مشغولیت وقت اور مال کا ضیاع ہو بلکہ یہی تعلق بہت سی مرتبہ آپسی ٹکراؤ اور فسادات کا باعث ہوتا ہے اور قرآن پاک میں خمر و میسر کے جو مفاسد بیان فرمائے ہیں ﴿انما یرید الشیطان أن یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر﴾ (المائدۃ ۹۱) "شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر بذریعہ شراب اور جوئے کے" (معارف القرآن) وہ ان کھیلوں پر صادق آتے جا رہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ "الناهی عن الملاهی" نامی ہے جو احکام القرآن للتھانوی (۳/۱۸۶ تا ۲۰۲) میں ایک جز کے طور پر شامل ہے اس میں تمام آیات قرآنیہ اور روایات حدیث وفقہ پر کلام فرما کر آخر میں جو خلاصہ اور ضابطہ تحریر فرمایا ہے وہ انہی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں:

فالضابطة فی هذا الباب عند مشائخنا الحنفية المستفاد من اصولهم واقوالهم المذكورة انفا: ان اللهو المجرد الذی لاطائل تحته وليس له غرض صحيح مفيد فی المعاش والمعاد حرام او مكروه تحريما وهذا امر مجمع عليه فی الأمة متفق عليه بين الأئمة وماكان فيه غرض ومصلحة دينية او دنيوية فان ورد النهی عنه من الكتاب او السنة كا ن حراما او مكروها تحريما والغت تلك المصلحة والغرض لمعارضتها المنهی الماثورة حكماً بان ضرره اعظم من نفعه وليس من الضرورات أن يكون كل غرض ونفع يكتسبه الانسان جائزاً مباحاً۔ كيف والشئ اذا غلب شره علیٰ خيره وضرره علیٰ نفعه عدّ من المضرات عند العقلاء قطعاً۔ والا فلا شیٔ من السموم والمهلكات لا يكون فيه نفع ماوفائدة ولكن لما غلّب ضرره علیٰ نفعه عدّوه من المضرات ، فكذٰلك لما ورد الشرع بالنهی عنه مع مافيه من بعض الفوائد والمناقع علمنا ان ضرره اعظم من نفعه والغيث تلك المنافع والمصالح فی جنب ما يتولد منه من المضار والمفاسد، الا تریٰ فيه

ہمارے مشائخ حنفیہ کے اصول اور مذکورہ اقوال سے جو ضابطہ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے: لہوِ محض جس کا کوئی دینی یادنیوی فائدہ اور کوئی صحیح، مقید غرض نہ ہو وہ حرام یامکروہ تحریمی ہے اور یہ بات امت میں مجمع علیہ اور ائمہ کے درمیان متفق علیہ ہے اور جس میں کوئی دینی یا دنیوی فائدہ اور غرض ہو اگر قرآن و حدیث میں اس سے ممانعت آئی ہے تو وہ بھی حرام یامکروہ ہوگا اور اس کا وہ فائدہ اور غرض شریعت میں واردشدہ ممانعت کے مقابلہ میں کالعدم سمجھے جائیں گے بایں طور کہ اس کا نقصان فائدہ سے بڑا ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ انسان جس فائدہ اور غرض کو حاصل کرنا چاہے وہ جائز و مباح ہی ہو حالانکہ کسی چیز کی برائی اس کی بھلائی پر اور اس کا نقصان اس کے فائدے پر غالب ہو تو عقلاء کے نزدیک بھی مضر ہی شمار ہوتی ہے ورنہ تو مہلک اور زہریلی اشیاء میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے جس میں کوئی فائدہ نہ ہو لیکن جب اس کا ضرر اس کے نفع پر غالب ہے تو عقلاء نے اس کا شمار مضر اشیاء میں کرلیا، اسی طرح جب شریعت میں اس کھیل کی ممانعت وارد ہوئی تو اس کے بعض فوائد و منافع کے باوجود ہم نے اس کے ضرر کو اس کے نفع سے بڑا سمجھا اور اس سے ہونے والے نقصانات و مفاسد کے مقابلہ میں وہ فوائد و منافع کالعدم قرار دیئے گئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”فيهما اثم كبير

قوله عز وجل : فيها اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما ، فلم ينكر القرآن العزيز المنافع المودعة فيها ولكن ورد علىٰ اسلوب الحكيم حيث وضع المنافع والمضار فى ميزان الحكمة وغلب غالبها وهذا ايضا متفق عليه بين الائمة غير أنه لم يثبت بعض النهى عند بعضهم فجوزه ورخص عنه وثبت عند غيره فحرمه وكرهه وذٰلك كالشطرنج فان النهى الوارد فيه متكلم فيه من جهة الرواية والنقل فثبت عند الحنفية وعامة الفقهاء فكرهوه ولم يثبت عند ابن المسيب وابن المغفل وفى رواية عند الشافعى ايضاً فاباحوه، واما ما لم يرد فيه النهى عن الشارع وفائدة ومصلحة للناس فهو بالنظر الفقهى على نوعين : الأول: ماشهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه ومفاسده اغلب علىٰ منافعه وانه من اشتغل به الهاه عن ذكر الله وحده وعن الصلوات والمساجد التحق ذٰلك بالمنهى عنه لاشتراك العلة فكان حراماً او مكروها ۔ والثانى : ما ليس كذٰلك فهو ايضا ان اشتغل به بنية التلهى والتلاعب فهو مكروه وان اشتغل به لتحصيل تلك المنفعة وبنية استجلاب

ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما" ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو اور انکا گناہ بہت بڑا ہے انکے فائدے سے" (معارف القرآن، ج اول) دیکھئے! قرآن کریم نے اس میں موجود منافع کی نفی نہیں کی لیکن حکیمانہ انداز میں اسکے منافع اور نقصانات کو حکمت کے ترازو میں رکھ کر ان میں جو غالب تھا اسکو غالب بتلادیا اور یہ بھی ائمہ اربعہ کے درمیان متفق علیہ بات ہے، البتہ بعض ائمہ کے نزدیک بعض کھیلوں کی ممانعت ثابت نہیں، اسلئے انہوں نے انکو جائز قرار دے کر اسکی اجازت دے دی اور بعض کے نزدیک انکی ممانعت ثابت ہے اسلئے انہوں نے اسکو حرام و مکروہ گردانا مثلاً شطرنج کہ اسکے بارے میں وارد شدہ ممانعت روایت و ثبوت کے اعتبار سے مختلف فیہ ہے، چنانچہ حنفیہ اور عام فقہاء کے نزدیک وہ ثابت ہے اس لئے انہوں نے اسکو مکروہ کہا اور سعید بن مسیّب اور ابن مغفل کے نزدیک اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی ایک روایت کے مطابق وہ ممانعت ثابت نہیں اسلئے انہوں نے اسکو جائز قرار دیا البتہ صاحب شریعت کی طرف سے جنکے متعلق صراحۃ ممانعت نہیں آئی اور اس میں لوگوں کا فائدہ اور مصلحت ہے تو فقہی اصول کے اعتبار سے اسکی دو قسمیں ہیں۔ (پہلی) تجربہ جسکے متعلق شہادت دیتا ہو کہ اسکا نقصان اسکے نفع سے بڑا اور اسکے مفاسد اسکے منافع پر غالب ہیں اور جو آدمی اس میں مشغول ہوتا ہے اسکو وہ اللہ تعالٰی کی یاد سے غافل کر کے نماز و مساجد سے روکتا ہے وہ بھی اشتراک علت کے پیش نظر ممنوع کے ساتھ ملحق قرار دے کر حرام و مکروہ ہوگا۔ اور (دوسری) قسم وہ ہے جس میں یہ بات نہ ہو اس میں بھی اگر لہو و لعب کی غرض سے مشغول ہوتا ہے تو وہ بھی مکروہ ہے اور اگر اس میں اس منفعت کی

المصلحة فهو مباح بل قد يرتقى الىٰ درجة الاستحباب او أعظم منه، و فذلكة الكلام ان اللهو علىٰ انواع: لهو مجرد ولهو فيه نفع وفائدة ولكن ورد الشرع بالنهى عنه ولهو فيه فائدة ولم يرد فى الشرع نهى صريح عنه ولكنه ثبت بالتجربة أنه يكون ضرره أعظم من نفعه ملتحق بالمنهى عنه، ولهو فيه فائدة ولم يرد الشرع بتحريمه ولم يغلب علىٰ نفعه ضرره ولكن يشتغل فيه يقصد التلهى، ولهو فيه فائدة مقصودة ولم يرد الشرع بتحريمه وليس فيه مفسدة دينية واشتغل به على غرض صحيح لتحصيل الفائدة المطلوبة لا بقصد التلهى، فهذه خمسة انواع لا جائز فيها الا الأخير الخامس فهو ايضاً ليس من اباحة اللهو فى شئ، بل اباحة ما كان لهواً صورة ثم خرج عن اللهوية بقصد صالح وغرض صحيح فلم يبق لهواً.

(احكام القرآن للتهانوی ۳/ ۱۹۹تا ۲۰۱)

تحصیل کے لئے اور فوائد کے حصول کی غرض سے مشغول ہوتا ہے تو وہ جائز و مباح ہے بلکہ کبھی استحباب یا اس کے اوپر کے درجہ تک پہنچ سکتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ کھیل کی چند اقسام ہیں: (۱) لہو محض (۲) وہ کھیل جس میں فائدہ بھی ہے نقصان بھی، لیکن شریعت میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ (۳) وہ کھیل جس میں فائدہ تو ہے اور شریعت میں اس کی صریح ممانعت بھی نہیں آئی لیکن تجربہ سے اس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ ہونا ثابت ہوچکا ہو وہ بھی ممنوع کے حکم میں ہے (۴) ایسے کھیل جن میں فائدہ ہے اور شریعت میں اسکی صریح ممانعت بھی نہیں آئی اور اسکا ضرر بھی اسکے نفع سے زیادہ نہیں لیکن ان میں محض بنیت لہو مشغول ہونا ہے (۵) ایسے کھیل جن میں منفعت مقصودہ ہے اور شریعت میں اسکی صریح ممانعت بھی نہیں آئی اور ان میں کوئی دینی نقصان بھی نہیں ہے اور ان میں مطلوبہ فائدہ حاصل کرنے کی غرض صحیح سے مشغول ہوتا ہے، بغرض لہو نہیں۔ ان پنجگانہ اقسام میں سے آخری پانچویں قسم کے علاوہ کوئی جائز نہیں ہے وہ بھی لہو کے جواز کی قبیل سے نہیں ہے بلکہ ایسی چیز مباح کی جارہی ہے جو صورۃً لہو ہے لیکن نیت صالحہ اور غرض صحیح کی وجہ سے وہ لہو نہیں رہا۔ (احکام القرآن)

آپ کے قائم فرمودہ اکثر سوالات (نمبر ۱۔۲۔۴۔۵۔۶) کے جوابات عبارات بالا میں آگئے ہیں، اب یہ سوال کہ اسکو کسب معاش کا ذریعہ بنانا، تو ظاہر ہے کہ کھیل کر تو آدمی پیٹ بھر نہیں سکتا۔ اس میں اجارہ ہی کرنا ہوگا، اب وہ کس بات پر اجارہ منعقد کرے گا۔ معقود علیہ مجہول ہے، اس لئے کہ کھلاڑی کے عمل کو ضبط

کرنا مشکل ہے وقت کی تعیین بھی دشوار ہے اس لئے کہ کبھی مقررہ وقت سے پہلے ہی معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔
نیز فقہاء نے تصریح فرمائی ہے: "ولا لأجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاحی" (درمختار) (اور گناہ کے کاموں کے لئے اجارہ درست نہیں ہے مثلاً گانا، نوحہ کرنا اور کھیل) اور اگر مقصود تماشائیوں کی تفریح ہے تو یہ غیر مقدور التسلیم ہے "کما عللوا فی عسب التیس" (شامی ۳۸/۵) گابھن کرانے کی اجرت کے ممنوع ہونے کی جو علت بتلائی گئی ہے، اس لئے اس کو کسبِ معاش کا ذریعہ قرار دینا شرعاً درست نہیں ہے، خصوصاً جب کہ اس کی بنیاد دورِ حاضر کا وہ نظریہ ہو جو شروع جواب میں گذر چکا ہے۔

آپ نے آخری سوال میں جو دریافت فرمایا ہے اس کی حیثیت بھی اب صاف ہو چکی جب کہ خود کھیل کے سلسلے میں حکم معلوم ہو چکا، خود میدان میں جا کر اس کو دیکھنا تو آج کل وہاں جو خرافات ہوتے ہیں سب کو معلوم ہیں، نیز جن صورتوں میں وہ کھیل ممنوع ہوگا اس کا دیکھنا بھی ناجائز ہوگا، اور کھیل کی آخری صورت جو جائز ہے کون اس کو دیکھنے جاتا ہے؟ جب میدان پر تماشہ بینی کا یہ حکم ہے تو ٹی۔وی پر بطریق اولیٰ ممنوع ہے اسی وقت وہ شائع ہو رہا ہو تب بھی وہ تصویر ہی کا حکم رکھتا ہے اس لئے اس میں قباحت بڑھ جاتی ہے کومینٹری میں بھی ضیاعِ وقت کے ساتھ دورِ حاضر کے نظریۂ کھیل کی حوصلہ افزائی کے سوا کچھ نہیں اس لئے وہ بھی ممنوع ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ' العبد احمد عفی عنہ خانپوری

۱۰ر رجب ۱۴۱۲ھ

مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک ضلع نوساری

الجواب صحیح

ماشاء اللہ! بہت عمدہ اور قابل عمل جواب ہے اس کی خوب اشاعت کی جائے، احقر کا بھی اس کے متعلق ایک جواب فتاویٰ رحیمیہ ہفتم، ص ۲۷۵ / تا ۲۸۰ پر موجود ہے مناسب معلوم ہو تو اسے بھی شامل فرمالیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب احقر الانام سید عبدالرحیم لاجپوری غفرلہ' ۲۳ر ذی قعدۃ ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح:۔ عباس داؤد بسم اللہ عفی عنہ نائب مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک ضلع نوساری

فتویٰ مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ (صاحب فتاویٰ رحیمیہ)

سوال:۔ ایک امام صاحب کو کرکٹ کھیلنے کا بہت شوق ہے اور کافی انہماک رکھتے ہیں۔ میچ کی کومینٹری بڑے

اہتمام سے سنتے ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بحوالہ کتب جواب مرحمت فرمائیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے:"وکرہ کل لھو لقوله علیه السلام کل لهو المسلم حرام الا ثلثة ملاعبته أهله وتأديبه لفرسه ومناضلة بقوسه"(درمختار) ہر کھیل مکروہ ہے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ مسلمان کا ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کے، آدمی کا اپنے اہل سے کھیلنا، اور گھوڑے کو سدھانا اور تیر اندازی کرنا۔ شامی میں ہے(وقوله وكره كل لهو) ای کل لعب و عبث الیٰ قوله والیصفیق وضرب الأوتار..فانها كلها مكروهة لأنهازیّ الكفار"(در مختار و شامی۵/۳۴۷،۳۴۸،کتاب الحظر والاباحة)فصل فی البیع)(یعنی لہو سے مراد ہر کھیل اور عبث کام ہیں)

شامی میں ایک اور جگہ ہے:

وفی القهستانی عن الملتقط من لعب بالصو لجان یرید الفروسیة یجوز وعن الجواهر قد جاء الأثر فی رخصة المصارعة لتحصیل القدرة علیٰ المقاتلة دون التلهی فانه مکروه(شامی ۵/۲۵۵، کتاب الحظر والاباحة ، فصل فی البیع)

قہستانی میں ملتقط کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جو آدمی صولجان سے اس لئے کھیلتا ہے کہ اسکے ذریعہ ہی گھوڑے سواری میں مہارت حاصل ہو تو جائز ہے اور الجواہر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حدیث میں اکھاڑہ کی اجازت آئی ہے تاکہ اس کے ذریعہ دشمنوں کے مقابلہ پر قدرت حاصل کی جائے، البتہ محض لہو کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔

ہدایہ اخیرین میں ہے:

ویکره اللعب بالشطرنج والنردوالاربعة عشر وکل لهو لانه ان قامر بها فالمیسر حرام بالنص وهو اسم لکل قمار و ان لم یقامر بها فهو عبث ولهو وقال علیه الصلاة والسلام لهوالمؤمن باطل الا الثلاث تأديبه لفرسه ومناضلة عن قوسه وملاعبته' مع أهله...ثم ان قامر به (ای بالشطرنج) تسقط عدالته وان لم یقامر لاتسقط لانه متأول فیه(هداية اخیرین ص۴۵۹)

شطرنج اور نرد اور چوسر اور ہر لہو کے ذریعہ کھیلنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس میں بازی لگاتا ہے تو میسر حرام ہے اور میسر ہر قسم کے جوئے کو کہتے ہیں اور اگر بازی نہیں لگاتا ہے تو یہ عبث اور لغو ہے اور حضور

اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ مومن کا ہر کھیل لغو اور باطل ہے سوائے تین باتوں کے، اس کا اپنے گھوڑے کو سدھانا، اور تیر اندازی، اور اپنے اہل کے ساتھ دل لگی کرنا۔

خلاصۂ تفاسیر میں ہے: کھیل سے اگر وہ سب امور مراد لئے جائیں جو محض دل خوش کرنے کے لئے ہوتے ہیں اور ان میں کوئی دینی یا دنیوی نفع نہیں تو حرام باعتبار اضاعت وقت کے ہے اور یہ حرام بجائے ترک اولی کے ہے اور اگر وہ کھیل مراد لئے جائیں جن میں جوا یا کسی اور قسم کی شرعی ممانعت ہو یا ایسی محویت غالب ہو کہ آدمی تدبیر معاش وفکر سے بے پرواہ یا معطل رہے جس طرح کنکوہ یا کبوتر وغیرہ میں آدمی محو اور خود فراموش ہو جاتا ہے تو ان کے حرام یا مکروہ ہونے میں کچھ تردد نہیں (خلاصہ' تفاسیر ۱۵۷،۱۵۶/۱)

نیز فرماتے ہیں: ہر ایسا کھیل جس میں ہار جیت ہو قمار میں داخل ہے اور نص قرآن سے حرام (خلاصة تفاسير ۱/۱۵٦/تحت آيه يسئلونك عن الخمر والميسر پاره۲)

مذکورہ حوالوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ (۱) ایسا کھیل جس میں قمار جوا کی صورت ہو وہ بالکل حرام ہے، جیسا کہ ہدایہ اخیرین اور خلاصۃ التفاسیر کی عبارت سے واضح ہوتا ہے۔

(۲) ایسا کھیل جس میں کوئی دینی، دنیوی نفع نہیں ہے وہ بھی اس وجہ سے ناجائز ہے کہ اس میں قیمتی وقت کو ضائع کرنا ہے جیسا کہ خلاصۃ التفاسیر کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

(۳) اور ایسا کھیل جس میں قمار نہ ہو اور اس میں دینی یا دنیوی نفع ہو اس کی گنجائش ہے جیسا کہ قہستانی کی عبارت سے جسے شامی نے نقل کیا ہے مفہوم ہوتا ہے، لیکن یہ گنجائش اس شرط کے ساتھ ہے کہ اس میں کوئی ناجائز اور خلاف شرع عمل نہ ہو، چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں (ب) جس کھیل سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ معتد بہا مقصود ہو تو وہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی امر خلاف شرع ملا ہوا نہ ہو اور منجملہ امور خلاف شرع کے تشبہ بالکفار بھی ہے (ج) جس کھیل سے کوئی فائدہ دینی یا دنیوی مقصود ہو لیکن اس میں کوئی ناجائز اور خلاف شرع امر مل جائے تو وہ بھی ناجائز ہوتا ہے جیسے تیر اندازی، گھوڑ دوڑ وغیرہ جب کہ اس میں قمار کی صورت پیدا ہو جائے، دونوں طرف سے کچھ مال کی شرط لگائی جائے تو وہ بھی ناجائز ہو جاتی ہے (فتاویٰ دار العلوم قدیم جلد ۷، ۸، ص ۲۸۵، امداد المفتیین)

موجودہ زمانہ میں کرکٹ ایک ایسا کھیل بن گیا ہے کہ عموماً اس میں خلاف شرع امور پائے جاتے

ہیں، نمازوں کا قضا کر دینا، اس پر ہار جیت اور قمار کھیلنا، فجار، فساق اور غافل قسم کے لوگوں کا اسے اختیار کرنا، غفلت کی حد یہ ہو چکی ہے کہ دن تو دن، اب تو راتوں میں بھی اس میں انہماک رہتا ہے۔ کرکٹ کے وقت نوجوان لڑکیوں اور عورتوں کا میدان میں جمع ہونا اور نہ معلوم کون کون سی اخلاقی اور شرعی خرابیاں اس میں آچکی ہیں، اور تجربہ ہے کہ جس قدر اس کا شوق اور انہماک بڑھتا ہے، غفلت میں اسی قدر اضافہ ہوتا رہتا ہے، رات دن بس اسی کی فکر سوار رہتی ہے، حتی کہ مسجد میں آنے کے بعد وضو کرتے ہوئے وضو سے فارغ ہو کر اور بہت سے شوقین تو جماعت خانہ میں بھی اسی کے چرچے میں مشغول رہتے ہیں، حد یہ ہے کہ اگر کسی موقع پر رمضان المبارک میں تراویح کے وقت میچ کی کومینٹری آرہی ہو تو اس کے بہت سے شوقین تو اس پر تراویح قربان کر دیتے ہیں، اور جو شوقین مسجد میں آئے ہیں ان کی توجہ اور دھیان بس اسی طرف، ترویحہ میں تسبیح پڑھنے کے بجائے یہی فکر سوار رہتی ہے کہ میچ کا حال معلوم کیا جائے، ہار جیت پر پٹاخے پھوڑے جاتے ہیں جس میں غیر قوم سے مشابہت کے ساتھ ساتھ اضاعت مال بھی ہے اور بسا اوقات یہ حرکت قومی فساد کا سبب بھی بن جاتی ہے، اور مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان بھی ہوتا ہے۔ ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے ایسے کھیل کو اب کس طرح جائز کہا جا سکتا ہے؟

چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: آج کل چونکہ عموماً یہ شرائط (جس کا بیان فتاویٰ دار العلوم کے حوالہ سے مذکور ہوا) موجودہ کھیلوں (ٹینس، فٹ بال، کرکٹ) میں موجود نہیں ہیں اس لئے ناجائز کہا جاتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم قدیم جلد ۷، ۸، ص ۲۸۵، امداد المفتیین)

لہٰذا ایسا شخص جو امامت کے عظیم منصب پر فائز ہو اس کو اس قسم کے بدنام اور بے کار لغو کھیل میں مشغول ہونا، اس سے دلچسپی رکھنا، کومینٹری سننا، قطعاً اس کے شایان شان نہیں، غافلوں کے ساتھ تشبہ بھی لازم آتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں امام کا وقار بھی کم ہو جاتا ہے، اگر ورزش اور بدن کی تقویت مقصود ہو تو دوسرے جائز طریقے اختیار کئے جائیں، اگر کوئی شخص کرکٹ میں اس قدر منہمک رہتا ہو کہ نماز قضا ہو جائے اور جماعت فوت ہوتی ہو تو پھر ایسا کھیل بالکل ناجائز اور موجب فسق ہوگا اور ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہوگا۔

کبیری میں ہے: "وفیه اشارة الیٰ انهم لوقدموا فاسقاً یأثمون بناءً علیٰ ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم" (کبیری، ص ۴۷۹، فصل فی الامامۃ)

وقت خدا تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی جتنی قدر کی جائے کم ہے ایسے بے کار اور لغو کھیل میں

مشغول ہونے یا کومینٹری سننے سے آخرت کا کونسا فائدہ ہوگا؟ بلکہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اللہ کے ذکر سے غافل کرنے والی چیز ہے اور جو چیز انسان کو اللہ سے اور اس کے مقصد حیات سے غافل کردے وہ منحوس اور بے کار ہے۔ حدیث میں ہے: ”من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه“ (ترجمہ) انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس بات کو چھوڑ دے جس سے اس کو کوئی فائدہ مقصود نہ ہو (ترمذی شریف ص ۲/۵۵، باب ما جاء من تکلم بالکلمة لیضحك الناس) قیامت کے روز عمر اور خاص کر اپنی جوانی کے زمانہ کا جواب دینا ہوگا، کہ اسے کن کاموں میں خرچ کیا۔

حدیث میں ہے: ”عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: لا تزول قدما ابن آدم یوم القیٰمة من عند ربه حتیٰ یسئل عن خمس، عن عمره فیما افناه، وعن شبابه فیما ابلاه، و عن ماله من این اکتسبه وفیما انفقه وما ذا عمل فیما علم“ (ترجمہ) ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابن آدم کے دونوں قدم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس سے نہیں ہٹ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال نہ ہو (۱) اس کی عمر کے متعلق کہ کن کاموں میں اسے ختم کی (۲) اس کی جوانی کے متعلق کہ کن مشغلوں میں اسے خرچ کی (۳) اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے مال حاصل کیا (۴) اور کن کاموں میں مال خرچ کیا (۵) اور اپنے علم پر کتنا عمل کیا۔

(ترمذی شریف ۲/۶۴، باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص)

لہٰذا جو وقت ملا ہے اسے بہت بڑا قیمتی سرمایہ سمجھے اور بڑی ذمہ داری اور فکر کے ساتھ موت اور آخرت کی تیاری میں خرچ کرے، بے کار اور لغو کاموں میں ضائع نہ کرے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے بڑے پتہ کی بات کہی ہے:

ے جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است

یادِ الٰہی کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہونا عمر ضائع کرنا ہے، عشقِ الٰہی کے سوا جو کچھ کیا جائے بے کار ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ رحیمیہ ۷/۲۷۵ تا ۲۸۰)